دامت برکاتہم العالیہ

محمد سراج الدین شریفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

تعارفِ مصنف

مفسرِقرآن علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی

نوراللہ مرقدہٗ

از

محمد سراج الدین شریفی۔ ۹۸، مغل پورہ سہسرام، بہار

تعارفِ مصنف

مفسرِقرآن علامه محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظله العالی

اور اُن کا ترجمه روح البیان

ازمحمد سراج الدین شریفی۔۹۸،مغل پورہ سہسرام،بہار

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے شہزادۂ اکبرمولانا حامدرضاخان قادری کے خلیفہ وشاگرداورخلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالشریعہ مولانا امجدعلی اعظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرِدِرشید وجمیل روزان کے علمی وروحانی جانشین اور مذکورہ علمائے عظام کے واسطوں سے حضرت فاضل بریلوی سے فیض یافتہ اوراُن کے افکارونظریات کے مبلغ ومشتہر، رئیس التحریرو ملک المصنفین علامہ ابوالصالح محمدفیض احمداُویسی رضوی کی شخصیت اب دنیائے سنیت میں بہت عزت و احترام سے دیکھی جاتی ہے کیونکہ اُنہوں نے تاحال اسلام وسنیت کی جوعظیم قلمی خدمات سرانجام دی ہیں وہ مثالی اور قابل تقلیدنمونہ عمل ہے۔اُن کی خدمات ممتاز ہی نہیں بلکہ بےنظیربھی ہیں۔افسوس کہ اتنی قدآورشخصیت اورروشن ستارے کی روشنی سےاوران کے شہہ پاروں سے ہندوستان کے سنی محروم رہے ہیں اوران کے تحریری نوادرات سے خاطرخواہ فائدہ حاصل نہیں کرسکے۔جبکہ علماء وفضلاءحضرات اُن کی نسبت تحریرفرماتے ہیں کہ اُنہوں نے اب تک ہزاروں کُتب ورسائل تحریرفرمائے ہیں جن میں سےایک ہزارسےزائدزیورِطبع سے آراستہ بھی ہوچکے ہیں۔اس وقت وہ دنیائے اسلام وسنیت کی قرطاس وقلم کے شہنشاہ زمانہ ہیں۔عالمی سطح پران کی جوانفرادی وممتاز پہچان بنی اس کے پیچھےان کی دوقلمی نوادرات ہیں۔اولاً فیوض الرحمٰن اردوترجمہ تفسیر "روح البیان" ہےجوپندرہ مجلدات پرمشتمل اورہرجلدتقریباًایک ہزار صفحات پرپھیلی ہوئی ہے۔واضح رہےکہ فاضل مترجم نےتفسیرمذکورہ کےترجمہ کےساتھ ہی قرآن عظیم کا اُردوترجمہ بھی پیش کردیاہےاوراس طرح تراجم قرآن کی دنیامیں ایک نئے باب کااضافہ کیاہے۔

دوم حدائق بخشش کی اُردوشرح ہے جوپچیس مجلدات پرپھیلی ہوئی ہےاور ہرجلد پانچ سوصفحات سےزائدکی ہے ۔خوش قسمتی سےآج یہ دونوں قیمتی شاہکارنقوشِ کتابت کےمراحل سےگزرکرمقبولِ عام وخاص ہوچکے ہیں۔

ہمارےممدوح علامہ اُویسی صاحب مدظلہ العالی کی نسبت ان کی قلمی وارفتگی اورانہماک اورتحریرکی برق رفتاری کے متعلق مولانا محمدشفیع اوکاڑوی اکادی العالمی کراچی کےسولھویں یادگاری مجلّہ میں پروفیسرڈاکٹرمحمدمسعوداحمدصاحب مدظلہ العالی کےحوالے سےجوایک مختصرنوٹ شامل کیا گیا ہےاُس کامفہوم یہ ہےکہ اُویسی صاحب نےاس زمانہ میں سب سے

زیادہ کتب ورسائل تحریر فرمائے ہیں اوران کی خصوصیت وانفرادیت اس معنی میں بھی ہے کہ وہ لکھتے لکھتے تھکتے نہیں بلکہ مزید فرحت وانبساط محسوس کرتے ہیں۔

بلاشبہ اردودان طبقہ کے لئے مذکورہ ترجمہ تفسیر "روح البیان" ایک عظیم ہی نہیں بلکہ اسلامی علم ومعلومات کا گنجینہ خزینہ ہے۔ جناب مترجم نے اپنے ابتدائیہ میں جہاں ایک طرف علم تفسیر کی عظمت واہمیت پر بہت جامع روشنی ڈالی ہے تو دوسری طرف باطل نظریات پر بنی تفسیر جیسے تفسیر "ابن کثیر" کی نقاب کشائی اور بطلان بھی کیا ہے۔ یہاں مجھے عربی کی مشہور ومقبول ترین تفسیر "روح البیـــــان" کا اُردو ترجمہ بنام "فیوض الرحمٰن" پر بات کرنی ہے۔ یہ ترجمہ سب سے پہلے پاکستان میں جزوی طور پر مکتبہ اُویسیہ رضویہ کے تحت ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا مگر ہندوستان میں اسے سب سے پہلے مکمل طور پر رضوی کتاب گھر دہلی اور کتب خانہ برکاتیہ ہبلی نے مشترک بنیاد پر شائع کیا ہے سال اشاعت ۱۹۹۹ء ہے۔ ان دونوں ناشرین نے اسے شائع کر کے اوراسے پورے ملک میں پھیلا کر ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کیا ہے اس کے لئے دونوں ادارے عوام اہلسنّت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مذکورہ ترجمہ سے علماء وعوام طلباء ومدرسین سبھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق استفادہ کر سکیں گے۔ اس کی زبان آسان اور عام فہم ہے اس لئے عوامی افادیت کے اعتبار سے حضرت مترجم کا ایک بہت مفید وموزوں کارنامہ ہے۔ مترجم موصوف نے ترجمہ سے پہلے ابتدائیہ کے تحت سبب تالیف ترجمہ پر اپنا اظہارِ خیال اس طرح فرمایا ہے۔

ناکارہ وآوارہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ عرض پرواز ہے کہ فقیر اُویسی نے زمانہ طالب علمی میں اپنے اکابر اہلسنّت سے تفسیر "روح البیـان" کا بہت غلغلہ سنا تھا۔ مخالفین اہلسنّت نے اسے ضعیف وغیر معتبر گردانا۔ تحصیل علوم وتکمیل فنون کے بعد ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء میں اپنے گاؤں حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں تعلیم وتدریس میں مشغول ہو گیا۔ انہی دنوں تفسیر "ابن کثیر" کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ عوام میں یہ تاثر پیدا کر دیا گیا کہ یہ زمانہ قدیم کی معتبر تفسیر ہے حالانکہ ابن کثیر ،ابـن تیمیه کا شاگرد اوران کے مذہب ومسلک کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے والا اور خارجی مسلک ومذہب کا پیروکار تھا۔ اس نے تفسیر "ابن کثیر" میں اہلسنّت کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ یہ تفسیر (اہل سنت وجماعت) کے عقائد کے بھی خلاف ہے اور مسلک حنفیت کے بھی۔

آگے چل کر حضرت مترجم حضرت فاضل بریلوی کی نسبت اپنی عقیدت ومحبت کا نذرانہ نچھاور کرتے ہوئے اپنی نیازمندی کا ثبوت اس طرح دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

''فقیر نے ترجمہ میں کسی قسم کی ترمیم یا اضافہ نہیں کیا محض اس نیت سے کہ عوام تفسیر کے مطالعہ کے بعد خود اس نتیجہ پر پہنچیں اور سمجھیں کہ گیارہویں صدی ہجری میں عقائد و مسائل یہی تھے جن کی امام اہلسنّت مجدد دین و ملت حضرت سیدنا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے چودہویں صدی ہجری میں ترجمانی کی ہے''

اس سے پہلے حضرت اُویسی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''فقیر کا عرصہ سے ایک جامع تفسیر تحریر کرنے کا شوق دامن گیر تھا۔ ''روح البیـــــان'' کا مطالعہ نصیب ہوا تو اس نے میرے شوق سابق کے خوابیدہ تصورات کو بیدار کیا۔ وہی کچھ ملا جو میں تفاسیر شتّٰی (مختلف تفاسیر) سے چاہتا تھا کہ لغت بھی رہے، حدیث بھی اور تفسیر بھی۔ اہل ظواہر بھی فائدہ اُٹھائیں، اہل تصوف بھی مستفید ہوں، محققین بھی اس سے استفادہ فرمائیں اور مبتدی حضرات بھی۔ جس طرح مدرسین کی نظروں میں منظور ہو اسی طرح واعظین کے مطمحِ نظر بھی ہو۔ فقیر قلیل البضاعۃ و عدیم الفرصت کی اتنی جرأت کہاں کہ تفسیر جیسے اہم اور مشکل فن کو اپنائے لیکن فضل ایزدی پر اُمید رکھ کر ''روح البیـــــان'' کے ترجمہ کا آغاز یکم جنوری ۱۹۵۸ء میں کیا اور اختتام ۱۴۰۹ھ /۱۹۸۹ء میں ہوا۔ یعنی ۳۱ سال کی ایک لمبی مدت صرف ہوئی اسی دوران ہزاروں کتب و رسائل بھی تصنیف ہوئے''

یہ تفسیر بحمدہٖ تعالیٰ اُصول و ضوابط اور قوانین تفسیر کے عین مطابق ہے اور مخالفین حضرات اسے محض اس لئے غیر گردانتے ہیں کہ صاحب ''روح البیـــــان'' نے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور صوفیہ کرام میں سیدنا ابن العربی اور حضرت مولانا روم قدس سرہ کا مسلک پیش کیا ہے۔ بعینہٖ یہی ہمارا مدعا ہے اور مخالفین کے لئے موت اور سم قاتل ہے۔ ''تفسیر ابن کثیر'' نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ اس کا مطالعہ عقائد و مسائل احناف کے لئے مضر بھی ہے اور ''تفسیر تفہیم القرآن'' تو ماڈرن دین کا نمونہ ہے اس کے مصنف نے اسلام کا رُخ مدینہ منورہ کے بجائے امریکہ اور انگلینڈ کی طرف موڑنا چاہا تھا جبکہ ''روح البیان'' کا مطالعہ عقائد اہلسنّت و مسائل احناف کو جلا بخشے گا اور حضرت مولانا روم و عارف باللہ سیدنا ابن العربی قدس سرہ کے عارفانہ کلام سے ارواح کو تازگی بخشے گا۔

واضح رہے کہ ''روح البیـــان'' میں بکثرت جگہ جگہ عارفانہ کلام اور صوفیانہ عربی و فارسی کے اشعار مع ترجمہ مستعمل ہیں جو مولانا روم ابن العربی، جامی، سعدی اور حافظ شیرازی وغیرہ کے کلام سے لئے گئے ہیں۔ ان اشعار کی مدد سے فہم قرآن میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں آیاتِ الٰہیہ کی عالمانہ تفسیر کے علاوہ صوفیانہ تفسیر بھی ساتھ ساتھ پیش کی گئی ہے۔

مترجم ممدوح کے مطابق کتاب ''اتقاق'' میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تفسیر کے

لئے پندرہ علوم وفنون میں مہارتِ تامہ کی شرط لگائی ہے اور لکھا ہے کہ جو شخص ان پندرہ علوم وفنون میں سے کسی ایک میں بھی ناقص ہو تو اُسے قرآن مجید کی تفسیر کرنے کا حق نہیں۔ بعض دیگر مفسرین نے پچیس علوم وفنون کی شرط لگائی ہے۔ مذکورہ پندرہ علوم وفنون کی تفصیلات اس طرح ہیں ''لغت عربیہ، علم النحو، علم الصرف، علم الاشتقاق، علم المعانی، علم البیان، علم البداع، علم القرأت، قواعد شریعہ، اُصول فقہ، علم اسباب النزول، علم ناسخ ومنسوخ، فقہ، علم الحدیث اور علم الموہبہ۔''

افسوس کہ آج کل بعض حضرات معمولی عربی گرائمر جاننے اور اُردو کی دو چار کتابیں پڑھنے کے بعد قرآن مجید کی تفسیر کرنے لگ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور میں تفسیر قرآن کی کوئی قدر ہی نہیں رہی بلکہ معاملہ اُلٹا ہو گیا ہے کہ تحقیقی تفاسیر کو ضعیف اور غیر تحقیقی کو قوی سمجھا جا رہا ہے مثلاً ''تفسیر ابن کثیر'' کا اردو ترجمہ عوام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور ''تفہیم القرآن'' کے مقابلے میں تمام سابقہ تفاسیر کو ہیچ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے ہی سابقہ تفاسیر میں ''تفسیر کبیر'' بلند پایہ سہی مگر شرائط مذکورہ سے یکسر خالی ہے اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا کہ تفسیر کبیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے یعنی امام رازی علیہ الرحمۃ نے اپنی اس مشہور تفسیر میں بہترین مضامین لکھے مگر تفسیری مضامین یکسر خالی۔ ایسے ہی ''تفسیر ابن جریر'' کو علمائے کرام نے اُم التفاسیر کا لقب دیا مگر وہ بھی شرائط مذکورہ پر پوری نہیں اُترتی۔ اسی طرح آپ مختلف تفاسیر پڑھتے جائیں گے مگر تفسیری شرائط ان میں بہت کم ملیں گی مگر عوام اہلسنّت کو یقین رکھنا چاہیے کہ ''تفسیر روح البیان'' نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے اور اُصول تفسیر کے عین مطابق ہے۔

قارئین کرام نے اب تک ''روح البیان'' اور تعارف اور اس کی عظمت واہمیت نیز اس کی انفرادیت پر حضرت مترجم کا تبصرہ دیکھا اور پڑھا۔ اب خود حضرت مفسر یعنی صاحب روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے اس کی خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

''اس تفسیر میں بکثرت وجوہ تفسیر بیان کرنے کے بجائے اختصار کو ملاحظہ رکھ کر آیات کے اصل منشاء کو واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی البتہ مفسرین متقدمین کی معتمد ومستند تفاسیر کا خلاصہ ضرور بیان کیا جائیگا۔ اس سے میری تفسیر کو مقبولیت حاصل ہوگی ہر آیت کے ساتھ مناسب پند ونصائح ضرور بیان کروں گا تا کہ ان سے قلوب کو جلا اور ارواح کو سرور حاصل ہو۔ موقع کے مطابق عربی فارسی کے اشعار بھی لکھوں گا تا کہ اہل دل ان سے روحانی تسکین پائیں جن تفاسیر معتبرہ اور کتب فقہ واحادیث مبارکہ کا حوالہ دوں گا حتی المقدور ان کی اصل عبارت لکھنے کی کوشش کروں گا البتہ کہیں کہیں حسب ضرورت صرف عبارات میں ترمیم واضافہ کرونگا لیکن مطالب و مقاصد میں حبہ بھر بھی فرق نہیں آنے دوں گا۔ بہت کم

ایسے مواقع آئیں گے جہاں میں اپنا نظریہ ''بقول الفقیر'' پیش کروں گا لیکن وہ بھی بحمدہٖ تعالیٰ کسی شیخ کامل اور معتبر ولی اللہ کی تقریر کا خلاصہ ہوگا۔

واضح رہے کہ تفسیر روح البیان کی شرح لکھنے کی مدت تیئس سال ہے اور یہی مدت مدت الوحی بھی ہے۔ حضرت مفسر علیہ الرحمہ نے اختتامیہ کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ تفسیر کے سلسلے میں مجھے دور دراز علاقوں کے اسفار بھی کرنے پڑے اور بہت

مشقتیں بھی اُٹھانی پڑیں مگر ساتھ ہی ساتھ تکمیل تفسیر پر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے تئیں اپنی بندگی و غلامی کا والہانہ اظہار اور شکر و احسان مندی کا نذرانہ بھی نچھاور کیا ہے ٹھیک اس طرح حضرت مترجم موصوف نے بھی اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل پر اپنے پروانہ وار جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے تمام معاونین کا بھی نام بہ نام شکریہ ادا کیا ہے۔

☆......☆......☆